ترکے سے پہلے میت کا قرض ادا کریں گے یا وراثت تقسیم؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:Nor.13736 تاریخ:11-03-2025

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کے ورثاء میں بیوہ، دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ زید نے وراثت میں جو سامان چھوڑا ہے، اس کی مالیت تقریباً 30 سے 40 ہزار کے قریب ہے، جبکہ زید پر ایک ہی شخص کا ڈیڑھ لاکھ روپے کا قرض تھا۔ آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ زید کے ترکے کو اُس کے ورثاء کے مابین تقسیم کیا جائے گا یا پھر اس ترکے سے مرحوم کا قرضہ اتارا جائے گا؟ رہنمائی فرمادیں۔

نوٹ: مرحوم کے کفن دفن کے اخراجات مرحوم کے بیٹے نے اپنے مال سے کیے ہیں، اور بیٹے کی طرف سے اُن اخراجات کا مطالبہ نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں میت کے دین یعنی قرض کو وصیت اور وراثت پر مقدم رکھنے کا حکم ہے، بلکہ فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق میت کا ترکہ اگر مکمل ہی دین میں مستغرق (یعنی گھرا ہوا) ہو، جیسا کہ صورتِ مسئولہ میں ہے، تو ورثاء کی ملکیت ترکہ میں ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ دینِ مستغرق ورثاء کی ملکیت سے مانع ہوتا ہے، **لہذا پوچھی گئی صورت میں زید کے ترکے سے اُس کا قرض ادا کیا جائے گا۔**

البتہ بیان کردہ صورت کے مطابق مرحوم کے ترکے میں موجود مکمل سامان قرض خواہ کو دے دینے کے بعد بھی مرحوم کے ذمے پر قرض باقی ہی رہے گا کہ ترکے میں چھوڑے گئے سامان کے مقابلے

میں قرض بہت زیادہ ہے، لہٰذا قرض خواہ اگر بخوشی قرض معاف کر دے یا پھر ورثاء میں سے کوئی مرحوم کا یہ قرض ادا کر دے، اگرچہ کہ ورثاء پر اپنے مال سے میت کا یہ قرض اتارنا لازم نہیں، تو یہ بھی میت کی زبردست مدد ہوگی کہ حقوق العباد کا معاملہ حقوق اللہ سے بھی زیادہ سخت ہے، یہاں تک کہ قرض شہید کو بھی معاف نہیں۔

وہ دین جو ترکے کو مستغرق ہو، ورثاء کی ملکیت سے مانع ہوتا ہے، جیسا کہ مبسوط سرخسی، الاشباہ و النظائر اور تبیین الحقائق وغیرہ کتبِ فقہیہ میں مذکور ہے: "والنظم للاول "أن الدين المحيط بالتركة يمنع ملك الوارث في التركة "یعنی وہ دین جو ترکے کو محیط ہو، ترکے میں وارث کی ملکیت سے مانع ہوتا ہے۔

(المبسوط، کتاب الماذون الکبیر، ج25، ص148، دار المعرفہ، بیروت)

بنایہ شرح الھدایہ میں ہے: "(والمستغرق يمنعه) ش: أي الدين المستغرق للتركة يمنع ملك الوارث لأن حقهم بعد وفاء الدين وهو حق الميت فيقدم "یعنی وہ دین جو ترکے کو گھیرے ہوئے ہو وارث کی ملکیت کے مانع ہوتا ہے، کیونکہ ورثاء کا حق دین کی ادائیگی کے بعد ہوتا ہے اور دین میت کا حق ہے، لہٰذا اسے مقدم رکھا جائے گا۔

(البنایۃ شرح الھدایہ، کتاب الماذون، ج11، ص160، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

میت کے دین کو وصیت اور میراث پر مقدم رکھنے کا حکم ہے، جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے: "وعلى هذا الأصل يخرج تقديم الدين على الوصية والميراث؛ لأن الميراث حق وضع في المال الفارغ عن حاجة الميت، فإذا مات وعليه دين مستغرق للتركة والتركة مشغولة بحاجته فلم يوجد شرط جريان الإرث فيه قال الله تعالى عز من قائل ﴿مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصَىٰ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍۗ﴾(النساء:12) وقد قدم الدين على الميراث، وسواء كان دين الصحة أو دين المرض؛ لأن الدليل لا يوجب الفصل بينهما وهو ما بينا "یعنی اسی اصول کی بنا پر اس مسئلے کی تخریج ہے کہ میت کے دین کو وصیت اور میراث پر مقدم رکھا جائے گا، کیونکہ میراث ایک حق ہے کہ جو میت کی حاجت سے فارغ مال میں رکھا گیا ہے، لہٰذا جب کسی شخص کا انتقال ہو جائے اور اس کا ترکہ دین میں مستغرق ہو، تو اس صورت میں ترکہ اُس میت کی حاجت ہی میں مشغول ہے، اسی وجہ سے یہاں وراثت جاری ہونے والی شرط نہیں پائی جا رہی۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے "بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دَین کے "یہاں میراث پر دین کو مقدم رکھا گیا ہے،

خواہ وہ دین حالتِ صحت کا ہو یا حالتِ مرض کا، کیونکہ دلیل ان دونوں قسم کے دیون کے مابین فرق بیان نہیں کر رہی اور یہی بات ہم نے بیان کی ہے۔

(بدائع الصنائع، کتاب الاقرار، ج07، ص226، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:"ورثہ کو بوجہ استغراق دین کوئی استحقاق ملکیت اس ترکہ میں نہیں۔۔۔۔"وفی الاشباہ والدین المستغرق للترکۃ یمنع ملک الوارث۔" **(فتاوی رضویہ، ج26، ص124، رضافاؤنڈیشن، لاھور، ملتقطاً)**

ایک دوسرے مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:"زوجہ کا نصف مہر جس کا مطالبہ شوہر پر باقی رہا اور ماں کا دَین بابت تجہیز و تکفین جو بشرط مذکور قابل ادا ثابت ہو (اور اسی طرح اور قرض بھی اگر ذمہ مرد ہوں) سب مل کر مقدار کل ترکہ مرد سے (خواہ یہ نصف حصہ زیور ہو جو اسے ترکہ زوجہ سے ملا یا اپنا مال ہو اس مجموع سے) زیادہ ہے یا برابر یا کم **اگر برابر یا زائد ہو تو ماں یا بھائی کوئی وارث بحیثیت وراثت کچھ نہ پائے گا** بلکہ اس حصہ زیور اور دیگر ترکہ مرد سے سب دائنوں کا حق حصہ رسد ادا کیا جائے گا اور اگر مجموعہ دیون مجموعہ ترکہ پسر سے کم ہے تو بعد ادائے دیون (وانفاذ وصایا پسر اگر کی ہوں) جو بچے گا وہ وارثانِ مرد پر مع اس کی ماں کے تقسیم ہو جائے گا۔"

(فتاوی رضویہ، ج26، ص59، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

ورثاء پر اپنے مال سے میت کا قرضہ اتارنا لازم نہیں جیسا کہ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ "فتاوی رضویہ" میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:" دین عمرو کا ذمہ میت عائد رہا تاوقتیکہ اس ترکہ مشترکہ سے ادا نہ کر دیا جائے تقسیم نہ ہونے پائیگی **مگر یہ باقی ورثہ دین عمرو کو حصہ رسد اپنے پاس سے اپنے مال خاص سے ادا کر دیں اگرچہ یہ امر ان پر لازم نہیں کہ مدیون عمرو میت ہے "نہ ورثہ"**۔" **(فتاوی رضویہ، ج26، ص126، رضافاؤنڈیشن، لاھور)**

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

10 رمضان المبارک 1446ھ/11 مارچ 2025ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.fatwaqa.com/ur کے ذریعے کی جاسکتی ہے